افادات و ملفوظات

بے قاعدہ اسباق سے اجتناب اور تحصیل علم میں مشقت

ایک مجلس میں دارالعلوم کے کسی طالب علم نے لنگر سے کھانا جاری کرنے کے لیے درخواست دی اور کہا کہ باہر سے روٹی لانے میں تکلیف ہوتی ہے۔ تو اس موقع پر حضرت شیخ الحدیث رح نے ارشاد فرمایا کہ ایک بار دیوبند کے زمانۂ طالب علمی میں رمضان شریف کی تعطیلات میں دہلی چلا گیا اور وہاں ایک اُستاذ سے سلم شروع کی۔ میری روٹی ایک ایسی جگہ مقرر ہوئی جو درسگاہ سے تقریباً دُو میل دُور تھی، صبح وشام وہاں سے میں طعام لایا کرتا تھا اور رمضان شریف میں تو اس دُوری کی وجہ سے زیادہ تکلیف ہوتی۔

فرمایا کہ چونکہ رمضان تھا تو چائے وغیرہ پر زیادہ خرچہ آتا تھا۔ تو کھانے کے سلسلے میں اس تکلیف کو برداشت کرنے کے ساتھ ساتھ سینکڑوں روپے خرچ ہوئے اور سبق صرف دو یا اڑھائی ورقے ہُوا تھا — اس کے بعد ایک مرتبہ دیوبند سے تعطیلات میں وطن آیا اور طورو مردان میں مولانا عبدالجمیل صاحب سے تعطیلات میں شرح شروع کی یہاں بھی اسی طرح ہُوا کہ سینکڑوں روپے خرچ ہونے کے ساتھ سفر کی تکلیف بھی برداشت کی اور سبق تقریباً یہاں بھی دو تین ورق ہُوا — تو اس پر مَیں نے یہ عزم کیا کہ بے قاعدہ سبق نہ پڑھوں گا، چونکہ تعطیلات ہوتی ہیں لہٰذا سبق پڑھنا بے قاعدہ ہوتا ہے اس لیے تعطیلات میں نہ پڑھوں گا۔ تو بقیہ چھ سات سال تعطیلات میں بھی دیوبند میں اپنے اپنے کمرہ میں مطالعہ وغیرہ میں مصروف پڑا رہتا۔

تحصیل علم کے لیے متعدد اسفار اور مخش امور سے اجتناب

فرمایا میرٹھ (ہندوستان) کے مدرسہ میں ایک عالم تھے جو کہ ریاضی اور منطق میں بہت ماہر تھے، مسلکاً بریلوی تھے مگر اخلاق ان کے بہت اچھے تھے دیوبندی طلبہ سے بہت اچھے طریقے سے پیش آیا کرتے تھے اور فرماتے کہ یہ اس لیے کرتا ہوں تاکہ کسی کو تعصب کا شُبہ نہ ہو جائے۔ ہم اُن سے ریاضی کی کتابیں پڑھتے تھے۔ بدقسمتی سے ہمارے یہ استاذ کلکتہ کے مدرسہ عالیہ میں تدریس کے لیے چلے گئے۔ ہم وہاں تو نہ جا سکے البتہ دہلی آ گئے، وہاں ایک مدرسہ تھا جس میں ایک ضعیف العمر پشتون عالم تھے ریاضی کی کتابیں ان کے ساتھ تھیں۔ ہم نے سوچا کہ پہلے اسباق سنتے ہیں پھر دیکھ لیں گے۔ چنانچہ ہم ان کے تصریح کے سبق میں شریک ہوئے، تصریح میں ان کے ہاں تقریباً تیس ۳۰ طالبعلم تھے۔ سبق تھا دائرہ منطقۃ البروج کا اور اس کے

تقاطع کا مُعدّل النہار کے ساتھ ـــــ تو استاذ یہ سمجھا رہے تھے کہ منطقۃ البروج معدّل النہار کو نقطہ اعتدال ربیعی اور نقطہ اعتدال خریفی پر کاٹتا ہے، اور اس مبحث کو کرہ کے ذریعہ استاذ سمجھا رہے تھے کہ اس دوران کسی قدیم طالبعلم نے کہا کہ حضرت منطقہ البروج اور معدل النہار کے تقاطع کی صورت سمجھ میں نہیں آئی، اسکی کیا صورت ہوگی؟ تو اس پر اُس عالم نے ایک عامیانہ فحش مثال بیان کی ـــــ تو اس قسم کی فحش امثلہ کی وجہ سے ہم یہاں سے چلے گئے اور قصبہ گلوٹھے (جو دہلی سے ۴۰ یا ۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے) چلے آئے، یہاں پرانے مدرسہ میں ریاضی کے ایک اُستاذ کے اسباق پسند آئے ـــــ یہ استاذ میرزاھد بھی پڑھا رہے تھے۔ کچھ مدت کے بعد پھر امروہہ چلے گئے اور امروہہ کے چھپر مدرسہ میں داخل ہوئے، یہاں دو استاذ تھے، ایک تاجک حافظ کے نام سے مشہور تھے۔ نوجوان تھے، نئے فاضل تھے مگر تھے بڑے لائق ماہر، اور دوسرے مولانا عبداللہ باجوڑ تھے۔ آپ ہاتھ سے معذور تھے ـــــ یہاں تقریباً تین مہینے گذار دیئے میر زاہد، رسالہ میر زاہد، نورالانوار یہاں پڑھ لیے ـــــ تاجک حافظ صاحب یہاں سے سہارن پور چلے گئے۔ اور ہم پھر میرٹھ واپس آ گئے۔ فان کل شیٔ یرجع الی اصلہ

(حضرت شیخ الحدیثؒ نے) فرمایا، میرٹھ میں مولانا مشتاق احمد صاحبؒ (جن کا حمداللہ پر ایک مفید حاشیہ بھی ہے) سے حمداللہ پڑھی ہے۔ فرمایا میرٹھ سے ہم دیوبند آ گئے، ۱۲ شوال تھی۔ مدرسہ کے منتظمین نے کہا کہ اب چونکہ داخلہ کے دن گذر چکے ہیں اس لیے بغیر طعام کے داخلہ مل سکتا ہے ـــــ اس لیے ہم واپس ہوئے اور یہ سال بھی دیوبند سے باہر گذار دیا۔ دوسرے سال وقت پر آ گئے، فارم داخلہ لیا، امتحانِ داخلہ مولانا اعزاز علی صاحبؒ نے لیا (جن کو امتحان میں سختی کرنے کی وجہ سے طلبہ عزرائیل کہا کرتے تھے) امتحان کے مکمل ہونے پر دیوبند میں داخلہ مل گیا۔

حضرت مدنیؒ اور جذبۂ خدمت

فرمایا ایک بار سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ دیوبند تشریف لائے، سردی کا موسم تھا، حضرت مدنیؒ کے مہمان تھے۔ رات کو لحاف اوڑھے ہوئے محوِ خواب تھے کہ اس دوران حضرت مدنیؒ کھٹے اور اپنے محترم مہمان کے پاؤں دبانے شروع کیے۔ شاہ جیؒ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مدنیؒ کی اس خدمت نے مجھے خوب مزہ دیا لیکن میں یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ صاحب کون ہیں! اور مزے کی وجہ سے میں نے پاؤں پھیلا دیئے۔ آخر میں جب لحاف سے سر کو باہر کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنیؒ میری خدمت کر رہے ہیں۔ میں گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا حضرت! میں تو غرق ہو گیا، فرمایا نہیں شاہ جیؒ! آپ میرے مہمان ہیں اور مجھے خدمت کرنے اور پاؤں دبانے کا طریقہ بہت خوب آتا ہے کیونکہ میں ہمیشہ کے لیے اپنے والد بزرگوار کی خدمت کیا کرتا تھا اور ان کے لیے چلم بھی صاف کیا کرتا تھا اس لیے ان دو چیزوں میں میرا خوب تجربہ ہو چکا ہے اور ان کو میں بہت اعلیٰ طریقہ سے ادا کر سکتا ہوں۔